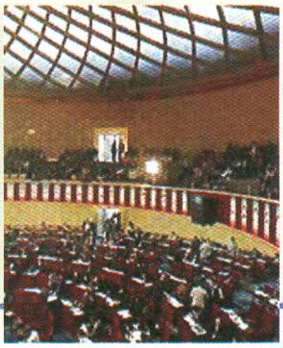

ایران: جدید اجتہادی ادارے

جدید ایران ایک نظریاتی ریاست ھے۔ ۱۹۷۹ء کے انقلاب کے بعد وھاں ریاستی اداروں کی اسلامی نظریات کے تحت تشکیل نو کی گئی۔ قانون سازی کے حوالے سے قائم اداروں کے خدوخال اس مضمون میں بیان کئے گئے ھیں۔

ایران جہاں ایک قدیم تہذیب کا مرکز ہے وہاں جدید ریاست کا بھی ایک اسلامی ماڈل ہے۔ ایران حضرت عمر فاروقؓ کے عہدِ اقتدار میں اسلامی ریاست کا حصہ بنا۔ فقہی ومسلکی اعتبار سے ایران سولھویں صدی تک سنی تھا۔ ۱۵۰۱ء میں جب صفوی خاندان برسراقتدار آیا تو ریاست کو شیعہ قرار دے دیا گیا۔ ۱۷۲۲ء میں افغانستان نے اصفہان پر قبضہ کر کے صفوی خاندان کی حکومت کا خاتمہ کر دیا۔ ۱۷۳۶ء سے ۱۷۴۷ء تک نادر شاہ افشار کی حکومت رہی۔ اس کے بعد ایران طویل عرصہ تک قبائلی جنگوں کا مرکز رہا اور بحیثیت مجموعی لاقانونیت کا دور دورہ رہا۔ اٹھارویں صدی کے آخر میں قاجار خاندان کی حکومت قائم ہوئی۔ ایران میں اس دوران میں معاشرتی سطح پر شیعہ علما کے اثر ورسوخ میں اضافہ ہوا اور پھر یہ کسی نہ کسی شکل میں موجود رہا۔ مثال کے طور پر ۱۸۹۱ء میں جب حکومت نے تمباکو پر غیرملکی تاجروں اور حکومتوں کو رعائتیں دیں تو اس پر ایران میں عوامی سطح پر احتجاج ہوا جس کی قیادت علما نے کی۔ ۱۹۰۶ء میں ایران میں پارلیمنٹ قائم ہوئی جو علما کی قیادت میں برپا ہونے والی ایک احتجاجی تحریک کا نتیجہ تھی۔ ۲۳ جون ۱۹۰۸ء کو پارلیمنٹ کا خاتمہ کر کے ایک بار پھر شخصی حکومت قائم کر دی گئی۔ اس پر ردِ عمل ہوا اور آئین پسندوں کو کامیابی ہوئی جس کے نتیجے میں جولائی ۱۹۰۹ء میں آئینی حکومت بحال ہوگئی۔

اکتوبر ۱۹۲۵ء میں قاجار خاندان کی حکومت کا خاتمہ ہوا اور دسمبر میں شہنشاہیت پہلوی خاندان کو منتقل ہوگئی۔ ایک بار پھر علما کی قیادت میں آنے والے عوامی انقلاب نے ایران سے شہنشاہیت کا خاتمہ کر دیا اور دسمبر ۱۹۷۹ء میں ایک نیا ایران دنیا کے سامنے آیا جس نے اپنے اسلامی تشخص پر اصرار کیا۔ جدید ایران کے ریاستی نظام میں علماء کو غیر معمولی حیثیت حاصل ہے۔ اس انقلاب کے بانی آیت اللہ خمینی مرحوم نے ولایت فقیہ کے تصور سے ایک جدید اسلامی ریاست کے خدوخال کو نمایاں کیا جسے نئے ریاستی نظام میں مرکزیت حاصل ہے۔ ان سطور میں ایران کے سب سے طاقتور آئینی ادارے شورائے نگہبان کا تعارف دیا جا رہا ہے۔ علاوہ ازیں وہاں کے عدالتی نظام کے خدوخال بھی واضح کیے جا رہے ہیں جس سے ایک حد تک یہ اندازہ ہو جاتا ہے کہ ایران کے علما نے کس طرح اپنی اجتہادی بصیرت سے ایک جدید ریاست کو اسلامی ریاست بنانے کی کوشش کی ہے۔

شورائے نگہبان

شورائے نگہبان ۱۲ ارکان پر مشتمل ایک ادارہ ہے جو قانون سازی اور انتظامی امور کے وسیع اختیارات رکھتا ہے اس طرح اسے اسلامی جمہوریہ آئین میں ایک بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ آئین کی رو سے شورائے نگہبان کو جو اختیارات حاصل ہیں وہ یہ ہیں: قانون سازی کے اختیارات، قانون کی تشریح وتوضیح، انتخابات کی نگرانی اور دیگر خصوصی اختیارات۔

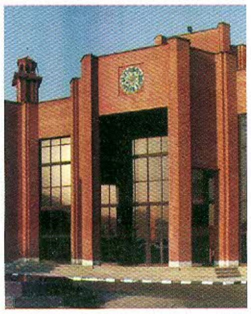

قانون سازی کا اختیارات

شورائے نگہبان کو تمام پارلیمانی فیصلوں کا جائزہ لینے کا اختیار حاصل ہے کہ آیا وہ اسلامی احکام اور آئینی قانون کے مطابق ہیں یا نہیں۔ شورائے نگہبان جو پارلیمانی فیصلے کرتی ہے وہ عمومی طور پر اسلامی جمہوریہ میں سماجی زندگی میں ان کے نفاذ کے حوالے سے بہت اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ شورائے نگہبان بیرونی تجارت، ملکی جائیداد، بینکاری، صنعتی قانون، امداد باہمی کے نظام، پریس کے قوانین اور خواتین کے حقوق سے متعلق فیصلے کو کنٹرول کرتی ہے۔

شورائے نگہبان کا اختلافی حق مجلسِ پارلیمان کی جانب سے منظور شدہ مسودہ قوانین تک محدود نہیں ہے بلکہ اس حق کا اطلاق ان قوانین پر بھی ہوتا ہے جنہیں ایسے بورڈز آف آرگنائزیشنز اور سوسائٹیز نے منظور کیا ہو جن کا تعلق ریاست سے ہو یا جن کا الحاق ریاست سے ہو۔ شورائے نگہبان کابینہ سے منظور شدہ قانونی دستاویزات کا کابینہ کے دیگر انتظامی معاملات اور احکام، معاہدات اور قوانین جو اسے آئین کے آرٹیکل ۔۴ کے تحت بھیجا گیا ہو، کے سلسلے میں بھی اپنا اختلافی حق استعمال کرتی ہے۔

ان کی رپورٹوں سے ایک شخص اندازہ لگا سکتا ہے کہ وہ نام نہاد اسلامی آرڈیننسز پر بھی بھروسہ نہیں کرتی بلکہ اسلامی اصولوں کی بنیاد پر اپنے فیصلے سناتی ہے، مجلس اور شورائے نگہبان کے مابین تنازعات کی وجہ جناب آیت اللہ خمینی نے ۱۹۸۰ء کے اوائل میں شورائے نگہبان کے قانون سازی کے اختیار کو محدود کر دیا ہے۔

جناب آیت اللہ خمینی کے جاری کردہ حکم مؤرخہ ۲۴ جنوری ۱۹۸۲ء کے تحت پارلیمنٹ کے ایسے فیصلے جو دو تہائی اکثریت سے منظور ہوئے ہوں شورائے نگہبان کو ان فیصلوں کے سلسلے میں اپنا ویٹو استعمال کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔

مذکورہ اقدام بھی مسئلہ کو حل نہیں کرپایا لہٰذا آیت اللہ خمینی نے جنوری ۱۹۸۸ء میں ایک انتہائی قدم اٹھایا۔ انہوں نے اسلامی ریاست یعنی کہ اسلامی جمہوریہ ایران کو یہ اختیار دیا کہ وہ اپنے فیصلے کرتے ہوئے اور قوانین کی منظوری دیتے ہوئے اسلامی ریگولیشنز کو نظرانداز کر سکتی ہے۔ اس سلسلے میں صرف ''ریاستی نظام کے نفاذ'' کو مدنظر رکھا جائے اور اسے صرف اسی اصول پر کاربند رہنا ہے۔ اسلامی ریاست اگر نظام حکومت اور اسلام کے لئے ایسا کرنا ضروری ہو، تمام اسلامی اصولوں کو منسوخ کر سکتی ہے یہاں تک کہ عبادت، روضہ اور حج (۷ جنوری ۱۹۸۸) آیت اللہ خمینی نے ''ریاستی مفادات کی توثیق کے بعد ریاستی مفادات کے تحفظ کے لئے ایک کمیٹی (حکمت عملی کونسل)

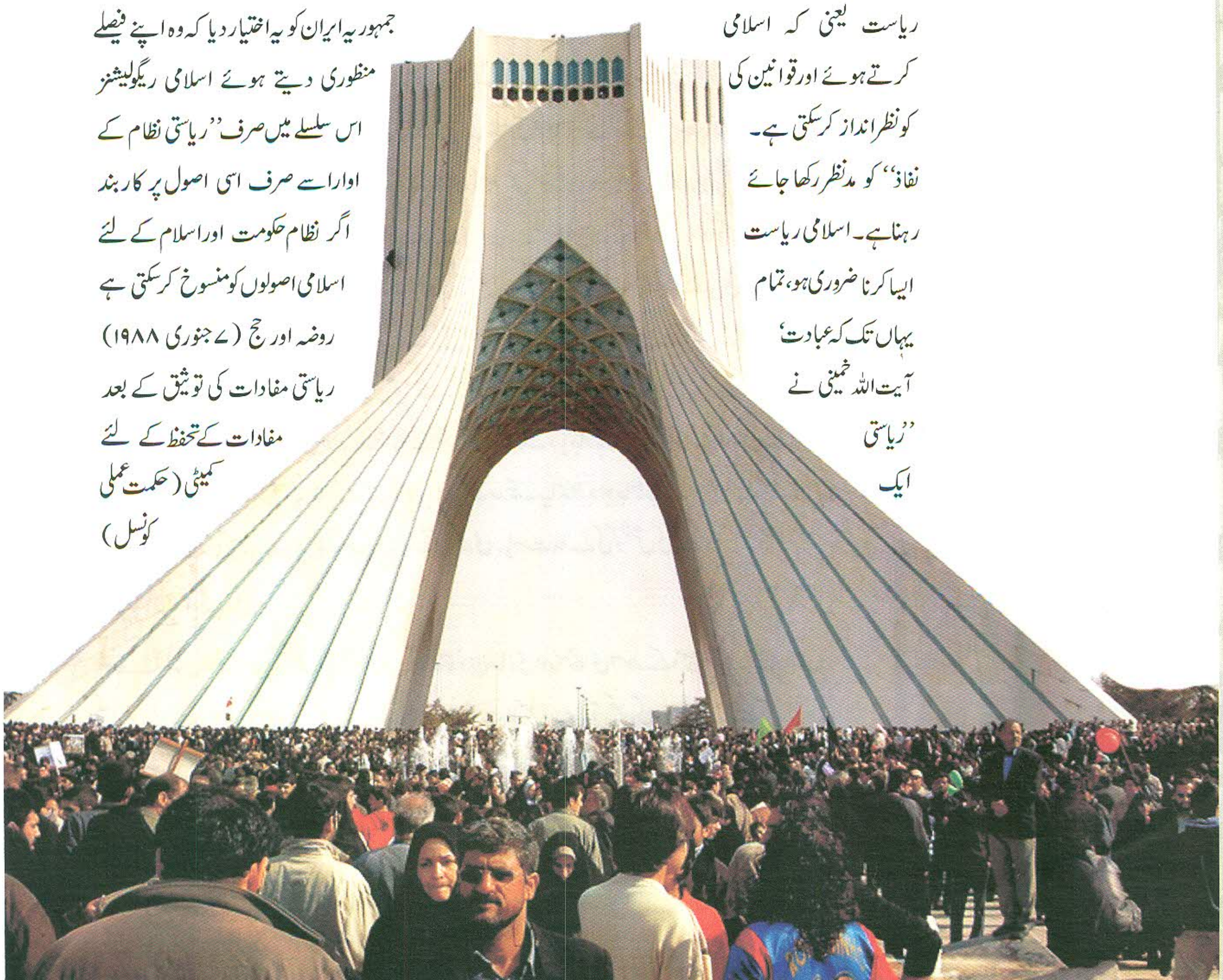

تشکیل دی۔ حکمت عملی کونسل کے قیام اور ۱۹۸۹ کے آئین میں اس کے شامل ہونے کے باوجود شورائے نگہبان باقاعدگی سے مجلس کے فیصلے کا جائزہ لیتی ہے اور اگر انہیں ان فیصلوں میں اسلامی اور آئین کے خلاف کوئی بات نظر آ جائے تو ان پر دوبارہ غور کرنے کے لئے مذکورہ فیصلے کو واپس مجلس کو بھیجتی ہے۔

حکمت عملی کونسل کے قیام کے بعد پارلیمنٹ پر یہ لازم نہیں کہ وہ شورائے نگہبان کی سفارشات پر عمل کرے پارلیمنٹ اُسے رد کر سکتی ہے اور مذکورہ معاملہ کو حکمت عملی کونسل کے فیصلے پر چھوڑ سکتی ہے تاکہ اس سلسلے میں کوئی موزوں فیصلہ ہو جائے۔

قانون کی تشریح و توضیح آئین کے آرٹیکل ؛ ۹۸ کے تحت شورائے نگہبان کو یہ اختیار ہے کہ وہ قانون کی تشریح و توضیح کرے۔ شورائے نگہبان کی جانب سے کی جانے والی تشریح و توضیح کو جب دوتہائی ارکان سے منظوری حاصل ہو جائے تو وہ ایک آئین کی طرح قانونی حیثیت اختیار کر لیتی ہے۔ بصورت دیگر وہ ایک مشاورتی فیصلہ تصور کیا جاتا ہے۔ آئین کی تشریح و توضیح طلب کرنے والے درخواست گذار پارلیمنٹ کا سربراہ، عدالت عظمیٰ، کابینہ یا صدر ہو سکتے ہیں۔

انتخاب کی نگرانی

آئین کے آرٹیکل ۹۹ تا ۱۱۸ کے تحت حاصل شدہ اختیارات کی رو سے شورائے نگہبان صدر، ارکان پارلیمنٹ، لیڈر شپ کونسل، ریفرنڈم اور عام انتخاب کی نگرانی کرتی ہے۔ انتخاب کے امیدوار کے لئے یہ ضروری قرار دیا گیا ہے کہ وہ جس عہدہ کے لئے انتخاب لڑ رہا ہے وہ اس عہدہ کی ذمہ داری ادا کرنے کی اہلیت رکھتا ہو۔ اور اس بات کا جائزہ لینا شورائے نگہبان کی نگرانی کا حصہ ہے۔ شورائے نگہبان نے اپنے اس اختیار کو استعمال کرتے ہوئے امیدواروں کی ایک کثیر تعداد کو موزونیت کے حوالے سے رد کیا ہے۔ ایسے روکے جانے والے افراد میں لادینی خیال اور معتدل اسلامی رویہ رکھنے والے لوگ شامل ہیں۔ ان میں ایسے بے شمار لوگ بھی شامل ہیں جن کے کاغذات نامزدگی رد ہونے سے قبل پارلیمنٹ، کابینہ اور آئینی کونسل کے ارکان تھے۔ شورائے نگہبان عام طور پر کاغذات نامزدگی رد ہونے کی کوئی وجہ نہیں بتاتی اور نہ ان وجوہات سے امیدوار کو آگاہ کرتی ہے۔

شورائے نگہبان کو یہ بھی اختیار حاصل ہے کہ وہ کسی مخصوص وارڈز کے انتخاب کو منسوخ کر دے جس کے متعلق ان کی یہ رائے ہو کہ مذکورہ انتخاب نامناسب طور پر کروایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ شورائے نگہبان کو یہ بھی اختیار ہے کہ وہ مخصوص بیلٹ بکسوں کے ووٹوں کو جزوی یا کلی طور پر منسوخ کر سکتی ہے۔ شورائے نگہبان کسی بھی قصبے یا صوبے کے انتخاب کو ملتوی کر سکتی ہے اس بنیاد پر کہ مذکورہ انتخاب علاقے میں انتشار کا باعث بنے گا۔

آیت الله خمینی مرحوم نے ولایت فقیهه کے تصور سے ایك جدید اسلامی ریاست کے خدوخال کو نمایاں کیا جسے نئے ریاستی نظام میں مرکزیت حاصل هے۔

دیگر خصوصی اختیارات

درج بالا اختیارات کے علاوہ آئین سے متعلق ریاستی اتھارٹی کی بہت سی شاخوں میں شورائے نگہبان کی نشست ہوتی ہے اور ان کی باتوں کو اہمیت دی جاتی ہے۔

عدلیہ

ایران میں جملہ عدالتی پہلو مثلاً عدلیہ کی ساخت، قوانین اور قواعد وضوابط، فوجداری پالیساں، ضابطہ کار، فقہ وغیرہ اسلامی بنیادوں اور اصولوں پر مبنی ہیں اور ان کا انحصار شاندار اور شک سے بالا فقہ پر ہے۔

عدلیہ کو اختیار حاصل ہے کہ وہ انتظامی اداروں کی جانب سے جاری کردہ ان احکام اور ضوابط کی تنسیخ کر سکتی ہے جو پارلیمنٹ کی

جانب سے نافذ کردہ قوانین اور ضوابط سے متصادم ہوں۔ ایران میں ججوں کو قوانین اور ضوابط کی تشریح کا اختیار حاصل ہے اور اگر انہیں ایسی ہدایات کا سامنا ہو جو قوانین اور قواعد سے متصادم ہوں تو وہ اپنے طور پر ان کو رد کر سکتے ہیں اور عدالت انصاف برائے انتظامی امور کو حکم دے سکتے ہیں کہ وہ ان قوانین کو منسوخ کر دے۔ یہاں یہ ذکر برمحل ہوگا کہ اس قسم کا اختیار جو آئین کو طرف سے حاصل ہے بہت اہمیت کا حامل ہے اور اس سے عدلیہ کی آزادی کو تقویت ملتی ہے۔ ایرانی آئین کے مطابق عدلیہ انصاف فراہم کرنے کی ذمہ دار ہے اور لوگوں کے حقوق کی معاون ہے۔ آئین کے مطابق یہ ذمہ داریاں پراسیکیوٹرز اور پبلک پراسیکیوٹرز کے مناصب سے متعلق ہیں۔

جیسا کہ آئین میں متعین ہے کہ ایران میں تفتیش سے لے کر سزاؤں پر عمل درآمد تک تمام عدالتی کاروائی اور حتیٰ کہ قانونی بلوں کی تدوین کو عدالتی اقدامات تصور کیا جاتا ہے اور یہ امور عدلیہ کے دائرہ اختیار میں آتے ہیں۔

جیلوں کی ریاستی تنظیم اور اصلاحی اقدامات بھی عدلیہ کے حصے ہیں۔ یہ تنظیم ججوں کی نگرانی میں جیلوں کے اندر سزاؤں کی تنفیذ کرتی ہے۔ عدلیہ میں مارشل کورٹس بھی شامل ہیں جو غیر جانبداری کے ساتھ فوجی جرائم سے نبٹتی ہیں۔ عدلیہ کو اعلیٰ افسروں کی جائیدادوں اور اثاثوں کے معائنے اور نگرانی کا اختیار بھی حاصل ہے۔ اعلیٰ افسران کی حیثیت انہیں سزا سے استثناء یا برات نہیں بخشتی اور ان کی جانب سے جرائم کے ارتکاب سے جج نبٹتے ہیں اور کسی دیگر ادارے کو ان کے خلاف کاروائی کا اختیار حاصل نہیں ہوتا۔

ایران: ممتاز شاعر عمر خیام کا مقبرہ

ایران میں ججوں کے پاس مخصوص تعلیمی استعداد ہونی چاہیے۔ ججوں کی تقرری اور برطرفی دوسرے شعبوں سے الگ ہوتی ہے۔ لہٰذا جج اپنے گونا گوں فرائض آزادانہ، غیر جانبدارانہ اور صحیح انداز میں انجام دے سکتے ہیں۔ اسلامی جمہوریہ ایران میں اسلامی حقوق، انسانی وقار، شہری حقوق، انصاف اور جائز آزادی کو خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔ ایران میں مذہبی اور غیر مذہبی دو قسم کی عدالتیں موجود نہیں ہیں اور تمام عدالتی نظام اور جملہ عدالتیں اسلامی قواعد کے مطابق کام کرتی ہیں۔ افراد کے خلاف استغاثہ اور گرفتاری صرف وارنٹ کے ذریعے ممکن ہوتی ہے۔ قانون نافذ کرنے والے ادارے، امن و امان قائم کرنے والے ادارے اور پولیس کسی شخص کو وارنٹ دکھائے بغیر گرفتار نہیں کر سکتے اور جب انہیں ایسے جرائم کا سامنا ہو جو عوام کے اندر ظہور پذیر ہوئے ہوں تو ایسی صورت میں افراد کو صرف ۲۴ گھنٹوں کے لیے حراست میں رکھا جا سکتا ہے اور مزید گرفتاری کے لیے وارنٹ گرفتاری حاصل کیا جاتا ہے بصورت دیگر انہیں ملزمان کو رہا کرنا پڑتا ہے۔ اسلامی تقاضوں کی بنیاد پر ضابطہ کار کے قواعد منظور کیے گئے ہیں اور عدالتیں بھی انہی ضوابط کے تحت کام کرتی ہیں۔ اسلامی قوانین میں مذکور ہدایات کے مطابق دعوؤں کو ثابت کرنے کے لیے سماعت اور گواہیاں اکٹھی کرنے کے طریقے ایرانی قوانین اور ضوابط میں شامل کیے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں قبائلی حلف کی طرح اسلامی فوجداری شہادتیں، صحیح گواہان کی مطلوبہ تعداد، حلف، اعتراف اور دیگر مذہبی شواہد عدلیہ میں مستعمل ہیں۔ آئین کے آرٹیکل ۱۵۷ کے مطابق اسلامی جمہوریہ ایران کے حکمران شعبے حسب ذیل ہیں:

شعبہ مقننہ، شعبہ انتظامیہ اور عدلیہ جو سپریم لیڈر، مجتہد کی نگرانی اور حکمرانی کے تحت کام کرتے ہیں۔ جہاں تک عدلیہ کا دوسرے شعبوں کے ساتھ تعلق کی بات ہے اگرچہ اسلامی جمہوریہ ایران کے آئین کے مطابق حکمران شعبے ایک دوسرے کے اثر سے آزاد ہوتے ہیں مگر اصول ضرورت کے تحت ان کا ایک دوسرے کو تعاون حاصل رہتا ہے تاکہ نظام کے عمومی مقاصد کا حصول ممکن ہو۔ عدلیہ دوسرے شعبوں کی براہ راست نگرانی سے آزاد ہوتی ہے اور دوسرے کسی شعبے کے سامنے جواب دہ نہیں

ہوتی۔شعبہ مقنّنہ انتظامی شعبے کے اوپر تقریباً مکمل اختیار رکھتا ہے۔آئین کے آرٹیکل ۹۰ کے تحت لوگوں کو اختیار حاصل ہے کہ وہ پارلیمنٹ میں عدلیہ کی کارکردگی کے خلاف شکایات درج کرائیں۔عدالتی بلوں کی تدوین عدلیہ کرتی ہے اوراسے پارلیمنٹ کے سامنے منظوری کے لیے بھیجا جاتا ہے۔ججوں کو مناسب اختیار حاصل ہے کہ وہ پارلیمنٹ کی جانب سے منظور کردہ قوانین کی تشریح کریں۔

اسلامی مشاورتی اسمبلی کے ارکان کو اپنی مدت ملازمت کے دوران سول اور فوجداری استثناء حاصل نہیں ہوتا یعنی ان کی نوکریاں انہیں گرفتاری اور استغاثہ سے نہیں بچاسکتیں۔انتظامی شعبے کا واحد اختیار جو اسے عدلیہ کے اوپر حاصل ہے وہ یہ ہے کہ حکومت عدلیہ کا سالانہ بجٹ تیار کرتی ہے۔

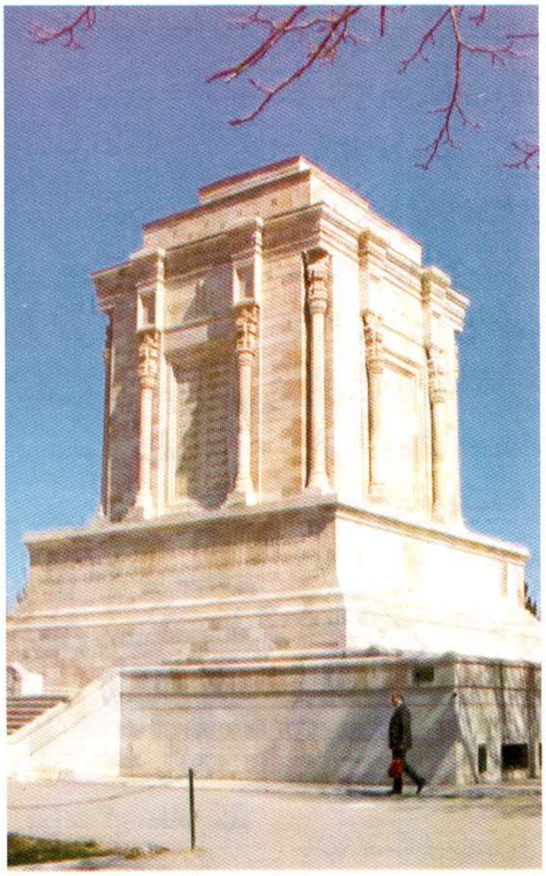

ممتاز ایرانی شاعر فردوسی کا مقبرہ

عدلیہ کے سربراہ کے فرائض آئین کے آرٹیکل ۱۵۸ کے تحت حسب ذیل ہیں:۔

۱)عدلیہ میں تنظیموں کا قیام

۲)عدالتی بلوں کی تقدیم

۳)منصف اور قابل ججوں کا تقرر

ججوں کا انتخاب عدلیہ کے سربراہ کے اہم فرائض میں سے ایک ہے۔

وزیر قانون کے فرائض اور اختیارات حسب ذیل ہیں:۔

۱)عدلیہ اور شعبہ انتظامیہ کے درمیان تعلقات سے متعلق تمام امور کی انجام دہی۔

۲)عدلیہ اور شعبہ مقنّنہ کے درمیان تعلقات سے متعلق تمام امور کی انجام دہی۔

۳)وزارت قانون میں چار وزارتی ڈائریکٹوریٹ اور آفس جنرلز،اور ایک اسکیشن ڈیپارٹمنٹ جنرل شامل ہوتے ہیں۔

الف)پارلیمنٹ افیئرز اور لیگل ڈائریکٹوریٹ

ب)ڈائریکٹوریٹ برائے تعلقات و رابطہ

ج)ڈائریکٹوریٹ برائے رسد اور وزارت قانون کے پروگراموں کی مشترکہ ترکیب۔

د)تنظیم برائے حکومتی سرزنش

ر)منسٹریل آفس ڈیپارٹمنٹ جنرل

ز)عام شعبہ نگرانی و معائنہ

مقدمے کے نظام کو چلانے کے لیے قائم اداروں میں سے سپریم کورٹ ایک اعلیٰ ترین بااختیار ادارہ ہے جو کہ آئین کے آرٹیکل ۱۶۱ کے تحت قائم کیا گیا ہے،جس کا مقصد عدالتوں میں قوانین کی صحیح تنفیذ کی نگرانی، یکساں عدالتی نظیر کا قیام اور قانون پر مبنی مفوضہ کام کی تکمیل ہے۔سپریم کورٹ وقتی طور پر ۴۳ ڈویژنز پر مشتمل ہے۔سپریم کورٹ کی ہر ڈویژن دو اعلیٰ ججوں پر مشتمل ہوتی ہے۔قانون کے مطابق عدلیہ کے سربراہ کی صوابدید پر سپریم کورٹ کے جج مجتہد ہونے چاہیں،کم از کم دس سال کے خارج کورس میں شمولیت کا ریکارڈ رکھتے ہوں یا دس سال تک عدالتی یا اٹارنی کے طور پر کام کرنے کا ریکارڈ رکھتے ہوں اور تحریری صورت میں موجود اسلامی قوانین اور قواعد وضوابط سے بخوبی آگاہ ہوں۔عدلیہ کا سربراہ، سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کا تقرر سپریم کورٹ کے ججوں کے مشورہ سے ۵ سال کے لیے کرتا ہے اور اسے ایک

منصف مجتہد ہونا چاہیے جسے عدالتی امور سے بخوبی آگاہی حاصل ہو۔ سپریم کورٹ کا پراسیکیوٹر سپریم کورٹ کے شانہ بشانہ کام کرتا ہے اور اس کا سربراہ پراسیکیوٹر جنرل ہوتا ہے۔

سپریم کورٹ عدالتوں میں قواعد کی صحیح تنفیذ کی نگرانی بھی کرتی ہے۔ یہ اہم فریضہ ان فیصلوں کی تنسیخ یا توثیق کے ذریعے کیا جاتا ہے جن کے خلاف اپیل دائر کی گئی ہو (اور فوجداری معاملات میں سپریم کورٹ کو نظر ثانی کی درخواست دی گئی ہو)۔

سپریم کورٹ کا جنرل کونسل جس میں سپریم کورٹ کے مختلف ڈویژنوں کے کم از کم تین چوتھائی جج شامل ہوتے ہیں، انکے علاوہ ڈویژنوں کے سربراہان، مشیر اور ڈپٹی بھی اس میں شامل ہوتے ہیں اور اس کونسل کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ یہ قوانین کی صحیح تشریح اور ان سے استنباط کرے اور یکساں قانونی نظیر قائم کرے یا بالخصوص ان مقدمات میں جن میں سپریم کورٹ کی مختلف عدالتیں اور ڈویژنز قوانین سے مختلف نتائج اخذ کرتی ہیں، انکی وضاحت کرے۔ مزید برآں سپریم کورٹ کا چیف جسٹس منشیات کے حوالے سے انقلابی عدالتوں کی جانب سے جاری کردہ فیصلوں کی تصدیق اور توثیق بھی کرتا ہے۔ سپریم کورٹ کا چیف جسٹس ججوں کے ہائی ڈسپلنری کورٹ کا رکن ہوتا ہے اور ججوں کے ہائی ڈسپلنری کورٹ کی نظر ثانی کیلئے بورڈ کے دوار کان کی تقرری بھی کرتا ہے۔

آئین کے مطابق پراسیکوٹر جنرل جو ایک منصف مجتہد ہوتا ہے اور عدالتی معاملات سے بخوبی واقف ہوتا ہے اس کا انتخاب پانچ سال کیلئے عدلیہ کا سربراہ کرتا ہے۔ پراسیکیوٹر جنرل آئین کے آرٹیکل ۱۶۴ کے مطابق ججوں کے تبادلے اور ترقی کے بارے میں مشورہ دیتا ہے اور سپریم کورٹ کے جنرل کونسل کے اجلاسوں میں شرکت کرتا ہے اور ججوں کی کارکردگی کے جائزے اور تفتیش کیلئے ججوں کے ڈسپلنری کورٹ کو ترتیب دیتا ہے۔

اسلامی عقیدہ عدالتی فیصلوں کی نگرانی پر زور دیتا ہے اور وقتی طور پر ایران میں ججوں کی کارکردگی کے حوالے سے انضباطی نگرانی کا قانونی اختیار ججوں کے ڈسپلنری کورٹ کے پاس ہوتا ہے۔ یہ عدالت تہران میں واقع ہے اور اس میں پراسیکیوٹر اور چند ڈپٹی اور دفتر کے ملازمین شامل ہوتے ہیں۔ عدالتی نگرانی سپریم کورٹ کرتی ہے۔ اگر تفتیش کے دوران یہ معلوم ہو جائے کہ کسی جج نے کسی جرم کا ارتکاب کیا ہے اور ججوں کے ڈسپلنری پراسیکیوٹر کے سامنے معاملہ ثابت ہو جائے اور کاروائی مطلوب ہو تو مجرم جج کو نوکری سے برخاست کرنے کیلئے درخواست دی جاتی ہے تاہم اس پر عملدرآمد ہائی ڈسپلنری کورٹ کے فوجداری حکام کی جانب سے حتمی فیصلہ کے اجراء کے بعد ہوتا ہے۔

انتظامی جسٹس کورٹ تہران میں واقع ہے اور دوسرے شہروں میں اس کا کوئی ڈویژن موجود نہیں ہے۔ یہ عدالت عوام کی جانب سے سرکاری اہلکاروں کی کارکردگی اور فیصلوں، ہدایات اور قواعد وضوابط کے خلاف شکایات نبٹاتی ہے۔ یہ عدالت قوانین اور اسلام کے خلاف موجود سرکاری قواعد وضوابط کی تنسیخ کرتی ہے۔

آئین کے آرٹیکل ۱۷۲ کے تحت خصوصی ملٹری یا قانون نافذ کرنے کی ذمہ داریوں اور فوج کے عملے کی ذمہ داریوں سے متعلق جرائم سے نبٹنے کیلئے فوجی عدالتیں قائم کی گئیں ہیں۔ فوجی عدالتیں اور پراسیکیوٹر آفس عدلیہ کا حصہ ہوتے ہیں اور اس شعبے سے متعلق متعین اصولوں کے تحت کام کرتے ہیں۔ آرمڈ فورسز جوڈیشل آرگنائزیشن وقتی طور پر حسب ذیل معاملات کا اختیار رکھتا ہے:۔

۱۔ خصوصی ملٹری یا مسلح افواج کے قانون نافذ کرنے سے متعلق جرائم۔

۲۔ وزارت اطلاعات کے اہلکاروں کے فرائض اور ذمہ داریوں سے متعلق جرائم۔

۳۔ خصوصی فوجی جرائم کے خلاف کاروائی اور تفتیش کے دوران معلوم کیے گئے جرائم۔

اسلامی جمہوریہ ایران میں اسلامی حقوق، انسانی وقار، شہری حقوق، انصاف اور جائز آزادی پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔ ایران میں مذہبی اور غیر مذہبی دو قسم کی عدالتیں موجود نہیں ہیں اور تمام عدالتی نظام اور جملہ عدالتیں اسلامی قواعد کے مطابق کام کرتی ہیں۔

۴۔ ملک میں بیرونی جنگی قیدی اور ایرانی جنگی قیدیوں کے جرائم۔

عوامی اور انقلابی پراسیکیوٹر کا دفتر ایسے بچوں کے جن کے کوئی نگران نہ ہوں اور ذہنی بیماروں کے حقوق کا تحفظ کرتا ہے۔ لاوارث افراد کی جائیداد کی حفاظت بھی اسی عدالت کی ذمہ داری ہوتی ہے۔کوئی جج صرف ایک کورٹ ڈویژن میں کام کرسکتا ہے۔عدالت کا جج اس بات کا پابند ہوتا ہے کہ وہ طریقہ کار کے خاتمہ کے اعلان کے بعد ایک ہفتے کے اندر فیصلہ سنائے۔

سول کورٹ یا سول پبلک کورٹ کی صدارت ایک جج کرتا ہے جو عدالت کا صدر یا متبادل جج ہوتا ہے۔تمام سول اقدامات جیسا کہ وصیت نامے کی قانونی توثیق سے متعلق معاملات، تجارتی معاملات، رجسٹریشن کے معاملات، کسی تحریر وغیرہ کی ملکیت، صنعتی ملکیت، غیر عدالتی حکام کے فیصلوں کے خلاف احتجاج، مالک اور کرایہ دار کے معاملات، بین الاقوامی اقدامات وغیرہ سول عدالتوں کے دائرہ اختیار میں آتے ہیں۔ فوجداری عدالتیں یا فوجداری عوامی عدالتیں عدالت کے صدر یا متبادل جج اور پراسیکیوٹر یا ان کے نمائندگان کے سامنے پیش کیے جانے والے تمام فوجداری مقدمات نبٹاتی ہیں۔انقلابی عدالتیں ایک قسم کی فوجداری عدالتیں ہوتی ہیں جو حسب ذیل مقدمات/معاملات نبٹاتی ہیں:۔

۱۔ سیکورٹی سے متعلق جرائم۔

۲۔ اسلامی جمہوریہ ایران کی حکومت کے خلاف سازش یا مسلح تصادم اور دہشت گردی کے اقدامات۔

۳۔ جاسوسی

۴۔ منشیات کی اسمگلنگ سے متعلق تمام جرائم۔

۵۔ اسلامی جمہوریہ ایران کے بانی یا سپریم لیڈر کی توہین

۶۔ آئین کے آرٹیکل ۴۹ سے متعلق اقدامات۔

Dialogue Park,
Tehran

ہر ایک عدالتی دائرے میں سول کورٹ کا کوئی ایک یا چند ڈویژنز نابالغان کی خطاؤں کیلئے مختص ہوتے ہیں اور عام قواعد وضوابط کے مطابق ۱۸ سال سے کم عمر افراد کے جرائم کی سماعت کرتے ہیں۔

عائلی عدالتیں عوامی عدالتوں کا حصہ ہوتی ہیں اور ان کا دائرہ اختیار حسب ذیل ہے:۔

- عارضی یا مستقل شادی
- طلاق، تنسیخ نکاح، عارضی شادی میں باقیماندہ مدت سے مستثنیٰ قرار دینا اور مدت کا خاتمہ۔
- جہیز
- بچوں کی نگرانی اور ان سے ملاقات۔
- خون کے رشتے۔
- خواتین کی جانب سے ازدواجی فرائض اور جنسی فریضہ کی ادائیگی سے انکار۔
- سن بلوغت کے حکم کا اجراء۔
- دوبارہ شادی کی اجازت۔
- جنین کی منسوبی۔

سول معاملات میں دیوالیہ پن سے متعلق کاروائی، طلاق اور اسکی تنسیخ سے متعلق معاملات اور خونی رشتوں کے معاملات کے علاوہ تمام مقدمات ثالثی کیلئے بھیجے جاسکتے ہیں۔

اسلامی جمہوریہ ایران کے آئین کے آرٹیکل ۱۸۹ کے تحت تنازعات کے حل کیلئے کونسل کی تشکیل کی گئی ہے۔ یہ کونسل ان معاملات کو نبٹاتی ہے جو مقامی نوعیت کے ہوتے ہیں اور جو عدالتی نوعیت کے نہیں ہوتے یا انکی عدالتی نوعیت کم پیچیدہ ہوتی ہے۔ تنازعات کے حل کیلئے تقریباً ۷۰۰۰ کونسلیں ملک کے مختلف دیہاتوں، ضلعوں اور شہروں میں قائم کی گئیں ہیں۔ کونسل کے ارکان اعزازی بنیادوں پر تین سال کی قابل توسیع مدت کیلئے تنخواہ کے بغیر کام کرتے ہیں۔ یہ کونسلیں تمام مقدمات میں تنازعات کے حل کی کوشش کرنے کی پابند ہوتی ہیں۔

آئین کے آرٹیکل ۱۷۲ کے تحت خصوصی ملٹری یا قانون نافذ کرنے کی ذمہ داریوں اور فوج کے عملے کی ذمہ داریوں سے متعلق جرائم سے نمٹنے کیلئے فوجی عدالتیں قائم کی گئیں ہیں۔

آزمائش اور جیلوں کی تنظیم ایک خودمختار تنظیم ہے جو عدلیہ کے سربراہ کی براہ راست نگرانی کے تحت کام کرتی ہے اور اسکی اہم ذمہ داری قیدیوں کو حراست میں رکھنا اور قید سے متعلق سزاؤں کی تنفیذ ہے۔ یہ تنظیم اپنی قواعد وضوابط کے مطابق ملزم کو عدالتی حکم نامے کے تحت قید میں رکھتی ہے اور تمام جیلوں، حوالات اور آزمائشی مراکز کا انتظام چلاتی ہے۔

ریاست کے جنرل انسپکٹوریٹ کے قیام کیلئے قانون کے آرٹیکل ۲ کے مطابق متذکرہ ادارے کے فرائض اور کام حسب ذیل ہیں:۔

ریاست کا جنرل انسپکٹوریٹ تمام وزارتوں، محکموں، ملٹری اور پولیس فورسز، سرکاری اداروں اور کمپنیوں، میونسپلٹی، نوٹری پبلک، مفاد عامہ کے اداروں، انقلابی اداروں کا معائنہ کرتا ہے۔ مزید برآں یہ ادارہ جرائم، مالی اور انتظامی بدعنوانیوں کا اعلان بھی کرتا ہے۔

طب قانونی کی تنظیم عدلیہ کے سربراہ کی نگرانی کے تحت کام کرتی ہے اور اس ادارے کا سربراہ ایک مستند ڈاکٹر ہوتا ہے اور عدلیہ کا سربراہ اسے مقرر کرتا ہے۔ یہ ادارہ طب قانونی سے متعلق معاملات کے بارے میں ماہرانہ رائے دیتا ہے اور لاش کا معائنہ کراتا ہے۔

معاہدات اور جائیداد کی رجسٹریشن کی تنظیم کا سربراہ عدلیہ کے سربراہ کے ڈپٹی کے طور پر بھی خدمات سرانجام دیتا ہے۔ یہ ادارہ متعلقہ قوانین اور قواعد وضوابط کی تنفیذ کے ذریعے جائیدادوں کے مالکان کے حقوق کی حفاظت کرتا ہے اور قانونی رشتہ کا تعین اور ملکیت کا تعین بھی کرتا ہے۔

قواعد وضوابط کی اشاعت صدر کی منظوری کے بعد پانچ دن کے اندر کی جاتی ہے۔ سرکاری گزٹ ایک ایسی تنظیم ہے جو عدلیہ

سے منسلک ہے۔سرکاری گزٹ کی تنظیم کے فرائض حسب ذیل ہیں:۔

قوانین کی اشاعت و طباعت

سول کوڈ کے آرٹیکل ۱۰۲۳ کے مطابق غائب اور نا معلوم افراد کی موت کے تصدیق نامہ کی اشاعت۔

سول پروسیجر کوڈ کے آرٹیکل ۳۷ کے مطابق اگر مدعی کو مدعا علیہ کا علم نہ ہو تو ایسی صورت میں پٹیشن کی اشاعت۔

اعلیٰ انتظامی کونسل کی منظوری کی اشاعت

وزراء کے شوریٰ کی منظوری کی اشاعت۔

اسلامی جمہوریہ ایران میں عدلیہ نے فیکلٹی آف جوڈیشل سائنسز قائم کی ہے جو عدالتی اور انتظامی عملے کو تربیت فراہم کرتی ہے۔ اس ادارے کا قیام وزارت سائنس وٹیکنالوجی کے تعاون سے کیا گیا ہے۔عدلیہ میں اس ادارے کے فارغ التحصیل گریجویٹس کی تعیناتی بطور جج کی جاتی ہے۔

اسلامی جمہوریہ ایران میں یہ امر لازمی ہے کہ اگر ملزم کسی اہم جرم کے سلسلے میں اٹارنی کی خدمات معاوضے کے عوض حاصل نہ کر سکے تو عدالت اس بات کی پابند ہوگی کہ اسے اٹارنی فراہم کرے اور اٹارنی کی غیر موجودگی میں عدالتی کاروائی کی کوئی قانونی حیثیت نہیں ہوتی۔اٹارنی کی نوکری غیر سرکاری تصور کی جاتی ہے اور یہ خود روزگاری کے تحت کام کرتے ہیں۔

جسٹس ایڈمنسٹریشن کے سرکاری ماہرین سول اور فوجداری مقدمات میں سچ کی تلاش اور انصاف فراہم کرنے کے حوالے سے ججوں کی بہت معاونت کرتے ہیں۔ان کی مدد سڑکوں پر حادثات، نقصان کے جائزے، کام کے دوران حادثات کی وجوہات معلوم کرنے کے سلسلے میں بہت مفید ہوتی ہے۔سرکاری ماہرین کی تنظیم عدلیہ اور حکومت کے اثر سے آزاد ہوتی ہے اور یہ ماہرین سرکاری ملازمین تصور نہیں ہوتے۔

کسی اقدام میں شامل فریقین، گواہان یا ماہرین جو عدالت کے سامنے پیش ہوتے ہیں اگر وہ فارسی زبان نہ جانتے ہوں تو سرکاری مترجم ان کے بیانات کا ترجمہ کرے گا۔سرکاری مترجم ریاست کا ملازم تصور نہیں کیا جاتا اور وہ خود روزگاری کے تحت کام کرتا ہے۔سرکاری مترجم کے لائسنس کے حصول کیلئے درخواست گزار کا عمر کم از کم ۳۰ سال ہونا چاہیئے اور اسے سائنسی امتحانات وغیرہ میں کامیابی حاصل ہونی چاہیئے۔عدلیہ مترجم کی قابلیت کا تعین کرتی ہے اور سرکاری مترجم کیلئے لائسنس کا اجراء کرتی ہے۔وہ تمام دستاویزات جن کا ترجمہ سرکاری مترجم نے کیا ہو، عدلیہ انکی منظوری دیتی ہے۔